محمد جاوید
(ثانیہ ثانوی الف)

حجیت حدیث قرآن کی روشنی میں

بلاتی ہیں موجیں کہ طوفان میں اترو
کہاں تک چلو گے کنارے کنارے

﴿یاأیھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعو الرسول ولا تبطلوا اعمالکم﴾

''اے لوگو! جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے ہو میری بات ذرا غور سے سنو......''

وہ رسول محترم ﷺ جن پر خدا اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے' جن کے لیے فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں۔ جن کی عمر کی قسم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں اٹھائی' جن کی زندگی کو اللہ نے بہترین نمونہ اور آئیڈیل قرار دیا ہے' جن پر ایمان لانے کا وعدہ تمام انبیاء کرام سے عالم ارواح میں لیا تھا۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے معراجِ جسمانی کے شرف سے نوازا۔ جن کے بعد قیامت تک اب کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں۔ جن کے خوش ہونے سے اللہ خوش ہوتے ہیں۔ جن کے ناراض ہونے سے اللہ ناراض ہو جاتے ہیں۔ جن کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ جن کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔ جن کے کسی بھی فیصلے یا حکم سے روگردانی سارے نیک اعمال برباد کر دیتی ہے۔ جن سے آگے بڑھنے کی کسی کو اجازت نہیں۔ جن کی اطاعت میں جنت اور نافرمانی میں جہنم ہے۔ جن کے حضور اونچی آواز میں بات کرنا اپنی دنیا و آخرت برباد کرنا ہے۔

ہم سب اسی رسول محترم ﷺ کی اُمت ہیں۔ ہم نے اسی رسول محترم ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے۔ ہماری نسبت اسی رسول محترم ﷺ کے ساتھ ہے۔ تو پھر کیا یہ ہم نے الگ الگ نسبتیں قائم کر رکھی ہیں۔ علیحدہ علیحدہ فرقے اور مسلک بنا لیے ہیں۔ جدا جدا نام رکھ لیے ہیں اور پھر اپنی اپنی نسبت' اپنے اپنے

فرقے' اپنے اپنے مسلک اور اپنے اپنے نام پر فخر جتانے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔

اے لوگو! جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے کا دعویٰ رکھتے ہو' کیا ہمارے دل اپنے اپنے پسندیدہ مسلکوں اور طور طریقوں پر پتھروں سے بھی زیادہ سختی سے جمے ہوئے ہیں؟

ہمارے نبی ﷺ وہ نبی ہیں' جن کا ایک ایک لمحہ نوٹ کیا گیا۔ جن کی ایک ایک حرکت پر عمل کیا گیا۔ جن کی بات کو محفوظ کرنے کے لیے تقریباً پانچ لاکھ لوگوں کے حالات زندگی محفوظ کر لیے گئے۔ جن کی باتوں کو نوٹ کرنے کے لیے تقریباً گیارہ ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسم گرامی لکھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جن کی کوئی بات (حدیث) بیان کرے تو اس کے بارے میں پڑتال شروع ہو جائے کہ وہ کب پیدا ہوا؟ کہاں سے پڑھا؟ اساتذہ کون تھے؟ تصنیفات کتنی ہیں؟ دین داری میں کیسا تھا؟ دنیاداری میں کیسا تھا؟ عام زندگی میں کیسا تھا؟ سچا تھا یا جھوٹا تھا؟ لوگوں کے ساتھ لین دین کیسا تھا؟ اخلاقیات میں کیسا تھا؟ کردار کیسا تھا؟ کب فوت ہوا؟ اس کے ہم عصر کون تھے؟ نیز یہ سب چیزیں اس لیے نوٹ کی جاتی ہیں کہ پتہ چل سکے کہ اس شخص نے اس عظیم ہستی کی بات (حدیث) کہاں سے لی اور یہ کس حد تک درست ہے۔

جبکہ اس کے مقابلہ میں کوئی بھی دنیا کا ایسا سائنسدان' ایسا ڈاکٹر' ایسا انجینئر موجود نہیں جس کی زندگی کو دس یا پندرہ آدمیوں نے نوٹ کیا ہو۔

قرآن مجید اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کا درس دیتا ہے۔ اس کے باوجود ہم ان کی باتوں پر غور وفکر نہ کریں۔ ہم ان پر توجہ ہی نہ دیں۔ ان کے فرمان سن کر سر تسلیم خم نہ کریں۔ ان کی باتوں کو اہمیت نہ دیں تو پھر ہماری مسلمانی کا ہے کی......؟

اللہ رب العزت نے جب سے حضرت انسان کو اس دنیا میں مبعوث فرمایا' اس وقت سے لے کر آج تک اس کے اس دنیا میں رہنے' زندگی گزارنے اور اپنے شب وروز بسر کرنے کے لیے ایک مکمل لائحہ عمل بھی ساتھ بھیجا ہے کہ جس پر عمل کر کے انسان پھر سے اللہ کی جنتوں کا وارث بن جائے۔ اللہ رب العزت نے انسان کو دو چیزوں کا مرکب بنایا ہے (۱) جسم (۲) روح

انسانی جسم کو اللہ ﷻ مٹی سے پیدا فرمایا اور پھر اس کے پھلنے پھولنے' تروتازہ اور

چست و چالاک رہنے کے لیے اور اس کے سکون و راحت کے لیے اللہ نے خوراک کا انتظام بھی فرما دیا' جس کا تعلق بھی مٹی کے ساتھ ہے۔

جبکہ روح اللہ کا امر ہے۔ جس کو اللہ نے آسمانوں سے بھیجا اور اس کی بہترین نشو و نما اور راحت و سکون کے لیے جو خوراک منتخب فرمائی وہ بھی اللہ تعالیٰ نے آسمانوں سے ہی بھیجی۔ جو قرآن و حدیث کی صورت میں آج ہمارے سامنے ہے۔ کہ جس پر عمل کر کے ہم اپنی دنیا و آخرت سنوار سکتے ہیں۔

لیکن ہمارے کچھ بھائیوں کا کہنا ہے کہ صرف قرآن مجید ہی ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ حدیث میں تبدیلیاں ہو چکی ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ حدیث رسول ﷺ اڑھائی سو سال بعد لکھی گئیں۔ کوئی کچھ کہتا ہے تو کوئی کچھ کہتا ہے۔ لیکن آیئے صرف قران مجید سے ہی پوچھتے ہیں کہ کیا حدیث کے بغیر دینِ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے.....؟

ارشادِ ربانی ہے:

﴿انا اوحینا الیك كما او حینا الی نوح والنبیین من بعدہ واوحینا الی ابراھیم واسماعیل واسحاق ویعقوب والاسباط وعیسی وایوب و یونس وھارون و سلیمن واتینا داؤد زبورا۝﴾ (النساء:۱۶۳)

"بلاشبہ ہم نے تیری طرف وحی کی جیسے ہم نے نوح اور اس کے بعد دوسرے نبیوں کی طرف وحی کی اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف وحی کی اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی۔"

اس آیت کریمہ میں آنحضرت ﷺ کی وحی کو حضرت نوح علیہ السلام کے بعد آنے والے تمام انبیاء سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ ان میں حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ اور حضرت داؤد علیہم السلام کے سوا باقی انبیاء کے متعلق کسی کتاب کا ذکر نہیں۔ ان کی وحی از قسم سنت ہی تھی۔ آنحضرت ﷺ کی وحی کو جب متلو اور غیر متلو دونوں قسم کی وحی نازل فرمائی گئی ہے۔ قرآن کریم کے الفاظ نازل فرمائے اور سنت کا مفہوم بتایا گیا۔

قرآن مجید میں احادیث کا تذکرہ دو طرح پر ملتا ہے﴾......

ا۔ رسول ﷺ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے مستقل الگ ذکر فرمانا۔

۲۔ آیات میں ایسے مقاصد کا ذکر جن کی تکمیل حدیث کے سوا نہ ہو سکے۔

اب ہم ایسی آیات کا ذکر کرتے ہیں جن میں دونوں قسم کے تذکرے موجود ہوں:

﴿وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا﴾ (الحشر:۵۹)

''اور رسول تمہیں جو کچھ دے تو وہ لے لو اور جس سے تمہیں روک دے تو رُک جاؤ۔''

اس آیت کریمہ میں تقسیم آنحضرت ﷺ کے امر ونہی کی بنا پر ہوگی۔ اس میں تشریع کے اختیارات آنحضرت ﷺ کو تفویض فرمائے گئے۔ وجوب وتحریم دونوں میں آنحضرت ﷺ کے ارشادات کو قطعی اور حتمی بنایا گیا اور لوگوں پر فرض کیا گیا۔ آنحضرت ﷺ کی امر ونہی کے بعد صرف اسی کی تعمیل کی جائے۔ کسی دوسری چیز کے انتظار کی ضرورت نہیں۔ ہمارے نزدیک حجیت حدیث کا یہی مطلب ہے۔

﴿وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ﴾ (النساء:۶۴)

''اور ہم نے رسول بھیجا ہی اس لیے ہے کہ لوگ اس کی اطاعت کریں۔''

اس آیتِ کریمہ میں رسالت کا مقصد حقیقی اطاعت قرار دیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص رسالت یا رسول کو تسلیم تو کرتا ہے' لیکن اس کی اطاعت اور اس کے احکام کے سامنے انقیاد کو ضروری نہیں سمجھتا تو یقین کرنا چاہیے کہ وہ نبوت کی غایت اور اس کے مقصد سے ناواقف ہے۔ کسی چیز کی غایت اور مقصد سے انکار کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کی افادی حیثیت سے انکار کر دیا گیا اور اسے بے سود سمجھا گیا۔ معلوم نہیں کہ اس کے بعد کفر وفجور کس چیز کا نام رکھا جائے گا کیونکہ پیغمبر کو یہ مقام اللہ تعالیٰ کے اِذن سے ملا ہے۔ لہٰذا اس مقام کا انکار اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعلان جنگ ہوگا۔

بعض آیات قرآن مجید میں اس طرح مذکور ہوئی ہیں کہ قرآن کا مفہوم حدیث کے بغیر مکمل نہیں ہوگا۔ یہ قرآن کی آواز ہے جو ضرورتِ حدیث کو ثابت کر رہی ہے۔ منکرین حدیث سے مودبانہ استدعا ہے کہ بحیثیت طالب علم قرآن میں اس طریق پر بھی غور کی تکلیف گوارا کریں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ دِلوں کو کھول دے اور قوتِ فہم کو استفادہ کا موقع ملے۔

قرآن وحدیث کا باہمی ربط ان آیات سے سمجھا جا سکتا ہے ﴾......

﴿ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھرا فی کتاب اللہ یوم خلق السموت والارض

منها اربعة حرم﴾ (التوبہ:۳۶)

''بے شک مہینوں کی گنتی' اللہ کے نزدیک اللہ کی کتاب میں بارہ مہینے ہیں۔جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔''

ان چار ماہ کا ذکر قرآن مجید میں اجمالاً آیا ہے۔ان میں لڑائی جھگڑے کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ان میں ابتداء لڑائی حرام ہے۔لیکن نہ قرآن مجید میں بارہ مہینوں کے نام مذکور ہیں اور نہ چار ماہ کا کوئی تفصیلی ذکر موجود ہے۔ یہ تذکرہ احادیث میں ملتا ہے یا عرب کی تاریخ میں۔معلوم نہیں ہمارے اہلِ قرآن کون سا مقدس ذخیرہ قبول فرمائیں گے۔

﴿والسارق والسارقة فاقطعوا ايديهما جزآء بما كسبا نكالا من الله والله عزيز حكيم﴾ (المائدہ:۳۸)

''اور جو چوری کرنے والا مرد اور جو چوری کرنے والی عورت ہے' سو دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ اس کی جزا کے لیے جو انہوں نے کمایا۔اللہ کی طرف سے عبرت کے لیے اور اللہ سب پر غالب' کمال حکمت والا ہے۔''

ید کا لفظ عربی میں ناخن سے لے کر کندھے تک بولا جاتا ہے۔قرآن نے اس کے کاٹنے کا حکم دیا' لیکن اس کی حد بیان نہیں فرمائی۔تواترِ عملی سے ثابت ہوتا ہے کہ چور کا ہاتھ کلائی سے کاٹنا چاہیے اور اس کی بناء سنت پر ہے۔سنت کی حجیت کا انکار کر دیا جائے تو ہاتھ یا تو بغل سے کاٹنا ہوگا یا کوئی اور مستند شرعی حد تلاش کرنی ہوگی۔یہ دلیل ہے کہ سنت حجیت ہے۔

﴿اقيموا الصلاة واتوا الزكوة﴾ (المزمل:۲۰)

''نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔''

نماز اور زکوٰۃ کا حکم قرآن مجید میں بار بار آیا ہے۔لیکن تعین اوقات' رکعات اور وظائف واوراد کی تفصیل قرآن مجید میں نہیں۔اسی طرح زکوٰۃ کی مختلف قسموں کے احوال میں نصاب کا تعین اور مقدارِ زکوٰۃ کی وضاحت قرآن مجید میں نہیں۔

جن حضرات نے ان تفصیلات کو سنت سے الگ طے کرنے کی کوشش کی ۔ ہے وہ اپنی کوشش میں بری طرح ناکام ہوئے ہیں ۔ اس لیے خود قرآن مجید حجیت حدیث کا مطالبہ کر رہا ہے ۔

﴿وما جعلنا القبلة التی کنت علیها الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیه وان کانت لکبیرة الا علی الذین هدی الله وما کان الله لیضیع ایمانکم ان الله بالناس لرؤف الرحیم﴾ (البقرۃ:۱۴۳)

''اور ہم نے وہ قبلہ جس پر تو تھا مقرر نہیں کیا تھا مگر اس لیے کہ ہم جان لیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے ۔ اس سے جدا کر کے جو اپنی ایڑیوں پر پھر جاتا ہے اور یقیناً یہ بات بہت دشوار تھی مگر ان لوگوں پر جنہیں اللہ نے ہدایت دی اور اللہ کبھی ایسا نہیں کہ تمہارا ایمان ضائع کر دے بے شک اللہ لوگوں پہ بے حد شفقت کرنے والا' نہایت رحم کرنے والا ہے ۔''

یعنی پہلے بیت المقدس جو عارضی طور پر قبلہ قرار دیا تھا اور اب خانہ کعبہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے ۔ حدیث کا انکار کرنے والے یہ بتائیں کہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم اللہ نے قرآن مجید میں کہاں دیا تھا' جس سے بعد میں روک دیا؟ حالانکہ اس کو اللہ نے ہی مقرر فرمایا تھا ۔ اس میں کوئی شک نہیں یہ ہمیں حدیث سے ہی ملے گا ۔

عرب میں رواج تھا کہ جسے وہ منہ بولا بیٹا بنا لیتے اس کی بیوی سے شادی نہیں کرتے تھے ۔ رسول اکرم ﷺ کے منہ بولے بیٹے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی شادی حضرت حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی ۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿واذ تقول للذی انعم الله علیه وانعمت علیه امسك علیك زوجك واتق الله وتخفی فی نفسك ما الله مبدیه وتخشی الناس والله احق ان تخشه فلما قضی زید منها وطرا زوجنکها لکیلا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیاهم اذا قضو منهن وطرا وکان امر الله مفعولا﴾ (الاحزاب:۳۷)

''اور جب تو اس شخص سے جس پر اللہ نے انعام یا اور جس پر تو نے انعام کیا کہہ رہا تھا کہ اپنی

بیوی کو اپنے پاس روکے رکھ اور اللہ سے ڈرو اور تو اپنے دل میں وہ بات چھپاتا تھا جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تو لوگوں سے ڈرتا تھا حالانکہ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ تو اس سے ڈرے پھر زید نے اس سے اپنی حاجت پوری کر لی تو ہم نے تجھ سے اس کا نکاح کر دیا تاکہ ایمان والوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں کوئی تنگی نہ ہو۔ جب وہ ان سے حاجت پوری کر چکیں اور اللہ کا حکم پورا کیا ہوا تھا۔''

آنحضرت ﷺ کو بذریعہ وحی پہلے سے خبردار کر دیا گیا تھا کہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی زوجہ بننے والی ہے۔ منکرین حدیث یہ بتائیں کہ اللہ نے رسول اکرم ﷺ کو قرآن میں کس جگہ ارشاد فرمایا کہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح آپ ﷺ سے ہوگا......؟

یقیناً یہ ہمیں حدیث کے سوا کہیں سے بھی نہیں ملے گا۔

اللہ تعالیٰ نے متعدد بار اپنے کلام پاک میں فرمایا:

﴿ربنا وابعث فيهم رسولا منهم يتلوا عليهم ايتك ويعلمهم الكتب والحكمة ويزكيهم انك انت العزيز الحكيم﴾ (البقرة:١٢٩)

''اے ہمارے رب! اور ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیج جو ان پر تیری آیتیں پڑھے اور انہیں کتاب وحکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے۔ بے شک تو ہی سب پر غالب' کمال حکمت والا ہے۔''

اس آیت مبارکہ میں چار چیزیں ذکر کی گئی ہیں:

(۱) آیتیں پڑھ کے سنانا (۲) کتاب سکھانا (۳) حکمت سکھانا (۴) انہیں پاک کرنا۔

منکرینِ حدیث سے سوال ہے کہ اگر حضور ﷺ کی ذمہ داری صرف قرآن لوگوں تک پہنچانا ہی تھا تو اس آیت کی رو سے باقی تین چیزیں کہاں گئیں؟ جیسا کہ سورۃ قیمۃ میں وارد ہوا ہے کہ:

﴿فاذا قرأنه فاتبع قرأنه○ ثم ان علينا بيانه○﴾

''تو جب ہم اسے پڑھیں تو اس کو پڑھنے کے پیچھے پیچھے چلا آ بلاشبہ اسے واضح کرنا ہمارے ذمہ ہے۔''

اس سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ نے جس طرح قرآن کو آنحضرت ﷺ کے سینہ میں محفوظ رکھنے کا ذمہ لیا ہے' اس طرح اس کی توضیح وتشریح بنانے کا بھی ذمہ لیا ہے۔ جسے آپ ﷺ لوگوں کے سامنے بیان

فرمائیں گے اور وہ قیامت تک محفوظ رہے گا اور وہ حدیث کا نذ اعلم ہے۔

قرآن پاک تو 30 پاروں ۱۱۴ سورتوں میں اپنے الفاظ کے ساتھ محفوظ ہے' سب جانتے ہیں کہ یہ قرآن ہے۔ لیکن ان علینا بیانہ میں ذکر کردہ اس کا بیان و وضاحت کون سی چیز ہے جسے اللہ کریم نے اپنے ذمہ لیا ہے......؟ لامحالہ وہ بیان حدیث ہی ہے۔

﴿لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة﴾ (الاحزاب:۲۱)

''بلاشبہ یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول میں اچھا نمونہ تھا۔''

اس دنیا کے اندر کوئی بھی ایسا علم نہیں کہ جس کا پریکٹیکل کرنے کے بغیر کوئی انسان اس پر مکمل عبور حاصل کر لے۔ مثلاً ڈاکٹر' انجینئر وغیرہ۔

منکرین حدیث سے سوال ہے کہ قرآن کا پریکٹیکل کہاں ہے......؟ یقیناً وہ حدیث ہی ہے۔

﴿ما قطعتم من لينة او تركتموها قائمة على اصولها فباذن الله وليخزي الفسقين﴾ (الحشر:۵)

''اور جو بھی کھجور کا درخت تم نے کاٹ دیا یا اسے اس کی جڑوں میں کھڑا چھوڑ دیا تو وہ اللہ کی اجازت سے تھا' تاکہ وہ نافرمانوں کو ذلیل کرے۔''

جب اسلامی لشکر نے جنگی تدبیر کے طور پر بنی نضیر کے درخت کاٹے اور آگ بھی لگائی تو یہ اللہ کی اجازت سے تھا جو کہ اس آیت سے معلوم ہو رہا ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ کی طرف سے آنحضرت ﷺ کو قرآن کے علاوہ اور احکام بھی دیئے گئے ہیں۔ کیونکہ یہاں جس کے متعلق فرمایا ہے کہ ''انہوں نے اللہ کے حکم سے کیا'' ظاہر ہے کہ یہ قرآن میں نہیں ہے۔ بلکہ وحی کے ذریعے سے دیا گیا ہے۔ جسے حدیث کہا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وحی صرف قرآن مجید تک محدود نہیں ہے۔

ایک اور دلیل﴾......

ہم مانتے ہیں کہ قرآن حجت ہے۔ اور صرف ایک منٹ کے لیے تمام احادیث کو ایک سائیڈ پہ کیا۔ ہمیں یہ ثابت کر کے دکھاؤ کہ قرآن مجید الحمد للہ سے شروع ہوتا ہے اور والناس پہ ختم ہوتا ہے......؟

ہمیں یہ بتایا ہی حدیث نے ہے کہ قرآن کہاں سے شروع ہوتا ہے اور کہاں ختم ہوتا ہے۔

﴿یایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم﴾ (محمد:۳۳)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا حکم مانو اور اس کے رسول کا حکم مانو اور اپنے اعمال باطل مت کرو۔''

قرآن مجید میں کوئی ایک آیت بھی نہیں کہ جس میں اللہ نے اپنی اطاعت کا حکم دیا ہو اور ساتھ نبی ﷺ کا ذکر نہ ہو۔ جبکہ صرف نبی ﷺ کی اطاعت کا تذکرہ اللہ نے متعدد بار فرمایا ہے جیسے:

﴿واقیموا الصلاۃ واتوا الزکوۃ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون﴾

''اور تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔''

﴿وان تطیعوہ تھتدوا﴾

''اور اگر تم اس (نبی) کی پیروی کرو گے تو تم ہدایت پاؤ گے۔''

ومن یطع اللہ والرسول فاولئك مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھدآء والصلحین وحسن اولئك رفیقا﴾ (النساء:۶۹)

''اور جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے وہ (قیامت کے دن) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا۔ یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اور ان لوگوں کی رفاقت کتنی اچھی ہے۔''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والے لوگ قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔

﴿واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصبرین﴾ (الانفال:۴۶)

''اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ صبر سے کام لو اللہ تعالیٰ یقیناً صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

اللہ اور رسول کی اطاعت نہ کرنے کا نتیجہ باہمی انتشار اور لڑائی جھگڑوں کے علاوہ اور کچھ نہیں۔